# مطبوعات

**تفسیر سورۂ شمس** تالیف علامہ حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ - ترجمہ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی - ضخامت ۷۰ صفحات - قیمت ۵ر - مکتبۂ حمیدیہ - سرائے میر (ضلع اعظم گڈھ) -

سورۂ شمس میں اللہ تعالیٰ نے پہلے سورج اور چاند، دن اور رات، آسمان اور زمین کی قسم کھائی ہے، پھر نفس انسانی اور اسکی ساخت اور اس پر فجور و تقویٰ کے الہام کی قسم کھا کر بیان فرمایا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اس نے فلاح پائی اور جس نے اسے آلودہ کیا وہ ناکام رہا۔ اس مضمون کی تفسیر میں بنیادی سوال جو حل طلب ہے وہ یہ ہے کہ مقسم علیہ اور مقسم بہ میں مناسبت کیا ہے؟ یعنی اس دعوے پر کہ نفس کو پاک کرنے والا فلاح پاتا ہے اور اسے آلودہ کرنے والا ناکام و نامراد رہتا ہے وہ چیزیں کس طرح دلالت کرتی ہیں جنکی قسم کھائی گئی ہے؟ مصنفِ علام نے اسی سوال کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، اور حق یہ ہے کہ وہ اس کوشش میں قدیم مفسرین سے بہت آگے نکل گئے ہیں، لیکن پھر بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کا نشانۂ تحقیق ہدفِ مقصود پر ٹھیک نہیں بیٹھ سکا، صرف قریب پہنچ کر رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقسم علیہ کے تعین میں ان کو اضطراب پیش آیا ہے، اس لیے وہ انفس و آفاق کی دلالتوں کو براہ راست قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا کے مرکزی معنیٰ تک نہیں لے جاتے بلکہ اس کے لوازم و متعلقات میں سے کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف اُن کا رخ پھیر دیتے ہیں۔ یہ بات بادنیٰ تامل سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہاں توحید الٰہی اور جزائے اخروی بجائے خود مقسم علیہ نہیں ہیں بلکہ اصل مقسم علیہ کے متعلقات ہیں، اور اصل مقسم علیہ صرف

یہ ہے کہ نفس کو پاک کرنے کا نتیجہ مطلقاً فلاح ہے اور اُسے آلودہ کرنے کا انجام مطلقاً نامرادی- لہٰذا تفسیر کا حق ادا کرنے کے لیے لازم تھا کہ اس مرکزی معنی پر اچھی طرح نظر جمادی جاتی اور آفاق و انفس کے جن جن آثار کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان سب کی دلالتوں کو ٹھیک اس مرکز تک پہنچایا جاتا-

مصنف سے ایک لغزش یہ بھی ہوئی ہے کہ انہوں نے سورہ کے عمود کو محدود کر دیا ہے- انکے نزدیک "اس سورہ میں قریش اور ان کے بدبخت سردار کے لیے انذار و تخویف ہے"، اور "روئے سخن خصوصیت کے ساتھ ابولہب کی طرف ہے"- حالانکہ دراصل اس سورہ میں ایک عالمگیر کلیہ بیان کیا گیا ہے جو انسان پر عین اسکی ساخت اور اسکی خلقت کے لحاظ سے راست آتا ہے، اور بلا قید زمان و مکان ہر شخص اور ہر قوم کے حق میں ویسا ہی صحیح ہے جیسا ابولہب اور قریش کے حق میں تھا- یہ تو کلّی اور اصولی حقیقتیں ہیں جو حال و مقام کی محدودیتوں سے آزاد ہوتی ہیں- البتہ قرآن چونکہ ایک خاص وقت اور خاص قوم میں نازل ہوا ہے، اور اس کے اولین مخاطب وہ خاص لوگ تھے جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، لہٰذا اس نے ان عالمگیر حقیقتوں کو اس انداز میں بیان کیا ہے کہ یہ اُس محل خاص پر بھی چسپاں ہوتی ہیں جو نزول کے وقت سامنے موجود تھا، اور پھر بجائے خود عالمگیر کی عالمگیر بھی رہتی ہیں- ایسے مواقع پر مناسب تر یہ ہے کہ پہلے سورہ کے عمود کو اسکی پوری وسعتوں کے ساتھ بیان کیا جائے اور پھر اس کے محل خاص کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے-

ان امور کا ذکر صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ ناظرین ان کو ملحوظ رکھ کر مصنف کی تحقیق سے فائدہ اٹھا سکیں- ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کتاب کا ہر صفحہ اعلیٰ درجہ کی تحقیق سے لبریز ہے اور قرآن مجید کے معانی میں غور و خوض کرنے والوں کو تدبر کی نئی نئی راہیں دکھاتا ہے- آثار فطرت اور تاریخ سے قرآن کے استدلال کو علامہ مرحوم جس بالغ نظری کے ساتھ کھول کھول کر واضح کرتے ہیں، اور اس کے ضمن میں جیسے جیسے لطیف نکات بیان کرتے ہیں، وہ ان کا خاص حصہ ہے وذٰلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء-

ہندوستان میں قانون شریعت کے نفاذ کا مسئلہ | مولوی سید عقیل محمد صاحب بی - ایس - سی - ایل ایل - بی - قیمت ۳ر ندوۃ المصنفین، دہلی -

یہ مختصر رسالہ ایک ایسے مسئلہ سے بحث کرتا ہے جو ہندوستان میں مسلمانوں کی حیات ملی کے لیے سب سے زیادہ اہم ہے اور مسلمان سب سے زیادہ اس سے غافل ہیں - ہندوستان میں کروڑوں مسلمانوں کے موجود ہوتے ہوئے آخر کس طرح یہ انقلاب رونما ہو گیا کہ جہاں، معیشت، اور معاشرت اور نظم مملکت کے سارے معاملات اسلامی قانون کے مطابق چل رہے تھے وہاں چند مسائل نکاح و طلاق و وراثت وغیرہ کے سوا تمدنی زندگی کے تمام امور اس قانون کی گرفت سے نکل گئے؟ پھر اس انقلاب سے خود ہمارے اخلاق، ایمان اور تہذیب و تمدن پر کتنے دور رس نتائج مترتب ہوئے؟ اور کس طرح ہمارے ان مخصوص اور محدود شرعی مسائل میں بھی، جن کو پرسنل لا سے تعبیر کیا جاتا ہے، انگریزی تخیل نے تدریجی مداخلت کی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ شریعت محمدیہ کے بجائے انگریزی عدالتوں کا بنایا ہوا "اینگلو محمڈن لا" ہمارے نکاح و طلاق تک کے معاملات پر مسلط ہو گیا؟ یہ وہ مسائل ہیں کہ اگر ہم میں کوئی حقیقی بیداری پیدا ہوئی ہوتی تو اب تک ان پر تحقیقات کے انبار لگ گئے ہوتے، اور ہماری تمام سیاسی جدوجہد کا رخ اس طرف پھر جاتا کہ سب سے پہلے ہم اپنی اجتماعی زندگی پر خود اپنے شرعی قانون کے نفاذ و اجرا کا حق حاصل کریں - فاضل مولف نے اس رسالہ میں انہی امور پر مختصر اور سرسری بحث کی ہے - انہوں نے پہلے یہ دکھایا ہے کہ انگریزی عدالتوں کا "محمڈن لا" کس طرح پیدا ہوا اور کس طرح اس نے اسلامی شریعت کو مسخ کیا - پھر ان ناقص اور جزوی تدابیر کے نقصانات واضح کیے ہیں جو حال میں شریعت بل اور خلع بل وغیرہ کی صورت میں کی گئی ہیں - آخر میں اس امر پر زور دیا ہے کہ ہندوستان میں کم سے کم جو چیز ہماری مشکلات کو حل کر سکتی ہے وہ ایک اسلامی دار القضاء کا قیام ہی ہے، خواہ وہ ابتداءً محدود پیمانہ ہی پر کیوں نہ ہو

اس سلسلہ میں وہ موجودہ دستوری حالات کے اندر قیام دار القضاء کے امکانات دکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور فصل خصومات کے ساتھ ساتھ اوقاف کے انتظام، مکاتب اسلامی کی نگرانی، معاشرتی اور اخلاقی جرائم کے انسداد اور بیت المال کے قیام کو بھی دار القضاء سے متعلق کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔ ان امور میں اگرچہ بہت کچھ کلام کی گنجائش ہے تاہم یہی غنیمت ہے کہ اب مسلمانوں کے تعلیم یافتہ لوگ سنجیدگی کے ساتھ اس پہلو پر غور کرنے لگے ہیں۔ آگے بڑھ کر توقع ہے کہ یہ بات بھی لوگوں کی سمجھ میں آنے لگے گی کہ جس طرز کا دستوری ڈھانچہ اس وقت بنا ہوا ہے یا آئندہ بنتا نظر آرہا ہے اس میں اسلامی تخیل کے مطابق کسی تنظیم کی کوئی صوری شکل بھی بننی ممکن نہیں ہے، اور یہ کہ اگر ہم اپنے سے مسلمان کی سی زندگی چاہتے ہیں تو ہمیں لامحالہ انقلابی حرکت کرنی پڑے گی۔

**تحریک مدح صحابہ** | مولوی مظہر علی اظہر صاحب ایم۔ ایل۔ اے جنرل سیکرٹری مجلس احرار ہند قیمت مجلد ۱۲ ار۔ بلا جلد ۱۰ ار۔ مکتبۂ اردو۔ لاہور۔

یہ مختصر کتاب اقتضائے وقت کے اعتبار سے نہایت مفید ہے اور عوام کے اس خیال کی تردید کرتی ہے کہ تحریک مدح صحابہ گذشتہ تین چار سال ہی سے عالم وجود میں آئی ہے۔ فاضل مصنف خود ایک مقتدر شیعہ ہیں جنہوں نے ایک سچے مومن کی طرح بے لاگ صاف گوئی سے کام لے کر اس تحریک کے آغاز کا سراغ لگایا ہے اور اس کے مالہٗ و ما علیہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اُن کے نزدیک لکھنؤ کے شیعوں اور سُنیوں کے مابین اس فتنہ و فساد کی بنا ۱۹۰۵ء میں ڈالی گئی اور اسکی وجہ خصوصاً یہ پابندی کہ سُنی احاطۂ درگاہ میں سر سے ٹوپی اتار کر اور ننگے پیرون جایا کریں اختلافات کی خلیج کو زیادہ وسیع کرنے کا باعث ہوئی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء میں شیعوں اور سُنیوں کے مابین ایک زبردست تصادم ہوا۔ بیسیوں آدمی قتل ہوئے اور سینکڑوں سزایاب۔ حکومت نے تحقیقات کے بعد جو فیصلہ دیا اگرچہ شیعوں کی اس میں

بڑی کامیابی تھی لیکن اپنی ہٹ دھرمی سے انہوں نے اس کامیابی کو شکست سے بدل دیا۔

مدحِ صحابہ کے خلاف فاضل مصنف نے شیعوں کے فعل تبرّا کو ناجائز گردانتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہل بیت رحمہم اللہ اجمعین کے اسوۂ حسنہ اور طرزِ عمل کو بطور سند پیش کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس زمانہ کے شیعہ اپنے بزرگوں کے مسلک کے خلاف چل کر اُن کے دین کو علانیہ داغ لگا رہے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جناب امیر نے تو اس تنگ نظری اور کور ذہنی کے خطرہ کے پیش نظر اپنی اولاد کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھ دیئے تھے، مگر شیعوں نے اس تبرّا کی تحریک کو مذہبی جامہ پہنا رکھا ہے۔ فاضل مصنف کے یہ الفاظ ہر شیعہ کو غور سے پڑھنے چاہییں۔

"اس تحریک میں مذہب کو کوئی دخل نہیں۔ مذہب میں اس کا جواز تلاش کرنا ایک بے سود کوشش ہے۔ صاحبِ خلقِ عظیم کا مذہب اور صاحبِ مکارمِ اخلاق ائمہ کا دین ایسے شرر کوش اور فتنہ انگیز مظاہروں کی اجازت نہیں دے سکتا۔ جناب علی مرتضیٰ نے اپنے دورِ حکومت میں ایسی بیہودگی کا مظاہرہ نہیں کیا اور نہ جناب امام حسن علیہ السلام نے اپنی چھ ماہ کی حکومت میں اس قسم کی باتیں کیں یا کرنے کو کہا۔

"دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اُن کے بعد اُسوہ جناب امیر اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا ہے۔ لکھنؤ کے شیعہ اور ان کے ساتھ ہندوستان کے شیعہ ایک سرسامی کیفیت میں مبتلا ہو کر مجنونانہ حرکات کا ارتکاب کر رہے ہیں اور جتنی جلدی وہ ہوش میں آجائیں، اتنا ہی اچھا ہے"

اس تصریح کے بعد اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مدحِ صحابہ کے معاملہ میں شیعوں نے کتنی کجروی اختیار کی ہے اور مذہب کے نام پر جو ناشائستہ حرکات کی گئی ہیں اور کی جا رہی ہیں انہیں درحقیقت مذہب اہل تشیع سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ اُن کی یہ روش مسلمانوں کے رہے

ہے وقار کے لیے ضرب کاری کا حکم رکھتی ہے۔

فاضل مصنف آگے چل کر کہتے ہیں۔

"جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان اور بیرون ہند میں مسلمانوں کی سربلندی اور ترقی کے لیے اور اغیار کے پنجے سے بچنے کے لیے اتحاد کی ضرورت ہے انہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمانوں کی جو جماعتیں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی تعریف کے معمولی فقرات بھی برداشت نہیں کرسکتیں اور جنکی ذہنیت اس بارے میں کسی مصالحت اور مفاہمت کی روا دار نہیں اُن کے ساتھ ہو کر یا انکو ساتھ لے کر اغیار کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور کوئی میدان سر نہیں ہوسکتا۔

"جو لوگ تبرّا بازی کو مذہب قرار دیں اور اُن ناپسندیدہ اور شر انگیز مظاہروں کو جزوِ دین بتائیں جو لکھنؤ میں کیے جارہے ہیں وہ اور ان کی رفاقت اِس قابل نہیں ہوسکتی کہ گرانقدر خدمت اسلامی کا کوئی کام اُن سے سرانجام ہو۔

"اگر فی الحقیقت اسلامی یکجہتی اور ترقی کی خواہش ہو تو شیعوں سے تبرّا کی ذہنیت کے ترک کرنے کا مطالبہ کرنا پڑے گا۔"

کتاب کے مندرجہ بالا اقتباسات اسکی قدر و قیمت کو پہچاننے کے لیے کافی ہیں۔ ہمارے خیال میں لکھنؤ کے شیعوں کے ہر گھر میں اس کتاب کا موجود ہونا ضروری ہے اور مطالعہ کے بعد انہیں اپنے کیے پر پچھتانا چاہیے مولٰینا مظہر علی اظہر نے اس کتاب کے ذریعہ سے ایک بہت بڑی خدمت سرانجام دی ہے۔ کاش شیعہ بھائی اس سے استفادہ کریں۔

**دردِ دل** یہ خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کی قومی و ملّی نظموں کا مجموعہ ہے۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسوں میں شرکت کرنے والوں کو اس کا بخوبی اندازہ ہے کہ خواجہ صاحب

موصوف کی نظم ہر سال کتنے ذوق و شوق سے سُنی جاتی ہے۔ آپ اسلامی درد رکھنے والے ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔ اس مجموعہ میں قریب قریب وہ تمام نظمیں جمع کردی گئیں ہیں جو آپ وقتاً فوقتاً مختلف مجالس میں پڑھتے رہے ہیں۔ کاغذ، لکھائی اور چھپائی دیدہ زیب ہے۔ کتاب مجلد ہے قیمت ایک روپیہ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور سے مل سکتی ہے۔

**ایمان درسِ قرآن نمبر** یہ سلسلہ مرکزی سیرت کمیٹی پٹی۔ ضلع لاہور کی جانب سے شروع کیا گیا ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ سلیس اور عام فہم زبان میں عوام تک پہونچایا جائے اور اسکے معارف بھی اس طرح بیان کیے جائیں کہ پڑھتے ہی ہر ایک کے دلنشین ہو جائیں۔ بلاشبہ یہ ایک مفید خدمت ہے۔ چندہ سالانہ درجہ اول ایک روپیہ اور درجہ دوم آٹھ آنہ۔ ملنے کا پتہ: قاضی عبدالمجید قریشی سیکرٹری سیرت کمیٹی پٹی، ضلع لاہور

**انبیا کے دو دشمن** اس مختصر پمفلٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ حکام وقت اور سرمایہ دار ہر زمانہ میں انبیا علیہم السلام کے دشمن رہے ہیں اور جب قوم پر بھی خدا کی طرف سے کوئی قہر نازل ہوا اس کا باعث انہی دو گروہوں کی بداعمالیاں ہوئی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف خود انبیا سے دشمنی کی بلکہ اپنے اثر و اقتدار سے کام لیکر عوام کے دلوں کو بھی احکام الٰہی سے منحرف کردیا۔ مصنف نے اس کے ثبوت میں قرآن مجید سے جابجا استناد کیا ہے اور حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیا کی مطہر زندگیوں سے جستہ جستہ مثالیں پیش کی ہیں۔ قیمت ۴؍ مکتبۂ اسلامیہ اندرون موچی دروازہ لاہور

**ہندوستانی کیا ہے** سید مہدی حسین صاحب (عثمانیہ) قیمت ا؍۔ بزم ادب۔ عثمان شاہی شمس منزل۔ حیدرآباد دکن۔

اردو، ہندی یا ہندوستانی زبان کا جو جھگڑا اس وقت ہندوستان کے مقتدر اصحاب کے دماغوں کو پریشان کررہا ہے، اس پہ تبصرہ کرتے ہوئے صاحب مقالہ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے

کہ اگر زبان کو افادی حیثیت سے کوئی نقصان نہ پہنچے تو نام کے جھگڑے میں پڑنے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی اور لفظ ہندوستانی اس کے لیے موزوں ترین نام ہے۔

**جامع الآداب** مولوی عبدالرحیم صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل۔ قیمت مجلد ۱۲ار-غیر مجلد ۱۲ قومی کتب خانہ۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

یہ عربی کتاب آداب الفتیٰ کا ترجمہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ طالب علموں کو شائستہ آداب و اخلاق کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس زمانہ میں جہاں تعلیمی نصاب بدل گیا ہے تعلیمی نصب العین بھی اگلے وقتوں سے بہت مختلف ہے اور اخلاق و آداب کی تو وہ مٹی پلید ہوئی ہے کہ استغفر اللہ۔ اگر جامع الآداب ایسی کتابوں کی عام اشاعت تو بہتر ہے۔ جہاں تک اس کے نفس مضمون کا تعلق ہے کتاب مذکور میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن ترجمہ میں الفاظ کی ثقالت طالب علموں کے لیے یقیناً حوصلہ شکن ہوگی۔ اگر فاضل مترجم تطہیر، تنظیف، فقرالدم، کابوس، مشروبات وغیرہ وغیرہ الفاظ استعمال نہ کرتے تو بہتر ہوتا۔ اُن کے بجائے عام فہم اور آسان لفظ زبان میں مل سکتے ہیں امید ہے کہ جب یہ کتاب دوسری بار شائع کی جائیگی تو اس نقص کو رفع کرنے کی جانب ضرور توجہ دیجائیگی۔

---